حضرت سعدؓ ابن ابی وقاص کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت سعدؓ نے اس قیمتی تاج کو دیکھا اور اسے لانے والے ایماندار مجاہد کو دیکھا۔ پھر فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس مجاہد نے سعدؓ کی طرف سے منہ موڑا اور دروازہ کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا: میرے نام و نشان سے آپ کو کیا غرض! جس خدا سے مجھے اس نیک عمل (ایمانداری) کا اجر درکار ہے وہ میرے نام و نشاں سے خوب واقف ہے!

اتنے اہم کارنامہ کا انجام دینے والا کون تھا؟ آج تک کسی کو معلوم نہیں۔ اِس صاحبِ اخلاص مجاہد نے یہ واقعہ بعد میں بھی کسی سے بیان نہیں کیا، کیونکہ اگر بیان کرتا تو حفاظ والے اسے نقل کرتا اور تاریخ میں یہ واقعہ محفوظ ہو جاتا۔

حضرت سعدؓ نے بھی صرف اس کی صورت دیکھی، کیونکہ یہ تاج دے کر فوراً باہر آگئے۔ صحابہ کرامؓ اپنا معاملہ اس ذاتِ حق سے رکھتے تھے جس پر ان کا ایمان تھا۔ اور قرآن کریم نے اس جماعت کے بارے میں صحیح کہا ہے:

"یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً۔" جماعتِ صحابہؓ کی اسی اصول پسندی اور احترامِ قانون کی صفت نے مسلمانوں کے اندر شاہی خاندان کے تصوّر کو پھیلنے سے روکا اور شیطانی قوّتوں نے جماعتِ صحابہؓ کے اندر منافقین داخل کرا دیئے تو پھر فتنہ و فساد کا وہ چکر چلا کہ آج تک اُمت اس میں پھنسی ہوئی ہے۔

صحابہ کرامؓ کی سب سے بڑی خدمتِ اسلام یہ ہے کہ ان حضرات نے اُمتِ مسلمہ کو شاہی خاندان بننے سے روکا۔ اور یہی کارنامہ ایک طبقہ کے نزدیک وجہِ شکایت ہے۔ بنی اسرائیل کے یہود نے اپنے آپ کو شاہی خاندان قرار دیا اور "نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ" کا نعرہ لگایا۔ اِس جھوٹے فخر نے ان پر اخلاقی موت طاری کر دی اور ان کے ساتھ ہی توراۃ کی شریعت بھی ایک داستانِ پارینہ بن کر رہ گئی۔ اس کے مقابلہ میں مجموعی اور اجتماعی حیثیت سے اُمتِ مسلمہ اپنی خصوصیات پر قائم ہے اور اسلام ایک زندہ و پائندہ نظامِ حیات کے طور پر موجود ہے۔

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم

خودی کا انقلاب (۴)

مومن خدا کی تقدیر بنتا ہے

خودی کے انقلاب کے بعد مردِ مومن خدا کی تقدیر بن جاتا ہے۔ خدا جب کسی چیز کے ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے قولِ کُن کہتا ہے اور وہ ہو جاتی ہے۔ کائنات قولِ کُن سے وجود میں آکر ترقی کی منزلیں طے کر رہی ہے۔ قولِ کُن کائنات میں خدا کی مرضی کا سرچشمہ ہے اور خدا کی مرضی اور خدا کی تقدیر ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ کائنات میں عملِ تخلیق و تربیت کو آگے بڑھانے اور جاری رکھنے کے لیے جو قوّت کارفرما ہے وہ خدا کے قولِ کُن کی یہی قوت ہے۔ دنیا کے تمام واقعات اور تمام تغیّرات خدا کی تقدیر کا نتیجہ ہیں اور خدا کے قولِ کُن کی قوّت سے اور صرف اس ایک مقصد کے تحت جو قولِ کُن میں پوشیدہ ہے، ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جب بندۂ مومن مقامِ تجلّی پر پہنچنے کے بعد یہاں تک خدا کی مرضی کے تابع ہو جاتا ہے کہ اس کی اپنی مرضی باقی نہیں رہتی اور وہ اپنی مرضی کو خدا کی مرضی میں گم کر دیتا ہے، یعنی وہ خدا کی مرضی کو ہی اپنی مرضی بنا لیتا ہے، تو وہ خدا کی مرضی یا خدا کے قولِ کُن کا آلۂ کار بن جاتا ہے اور اس کی مرضی خدا کی مرضی کا راستہ بن جاتی ہے، جس سے ہو کر وہ اپنے آپ کو پُورا کرنے کے لیے ظہور پاتی ہے۔ دُوسرے لفظوں میں وہ خدا کے قولِ کُن کی قوّت کے اظہار اور عمل کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ مومن کو خواہ اس بات کا علم ہو یا نہ ہو کہ کیا ہو رہا ہے، لیکن خدا کی مرضی مومن کی مرضی میں خود بخود نمودار ہونے لگتی ہے۔ جو بات اس کے منہ سے نکل جاتی ہے وہی ہو جاتی ہے۔ بندۂ مومن گویا ہمہ تن خدا کی مرضی یا خدا کی تقدیر بن جاتا ہے۔ کیونکہ ایسی حالت میں خدا کا قولِ کُن اس کے دل اور اس کی زبان کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ گویا اُس کی خودی اپنی مرضی کو ناپید کر کے خدا کی مرضی کا راستہ بن جاتی ہے۔ گویا انسان کی خودی درحقیقت قادرِ مطلق خدا کی مرضی کا ہی راستہ ہے جو خدا نے اس لیے بنایا ہے کہ خدا انسان کے

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

ذریعے سے اس کائنات کو بدل کر حالتِ کمال تک پہنچاتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ راستہ انسان کی اپنی پست تر درجہ کی مرضی سے رکا رہتا ہے، خدا کی مرضی اسے کام میں نہیں لا سکتی۔ جونہی کہ انسان کی مرضی کے ناپید ہونے سے یہ راستہ کھل جاتا ہے، اس میں خدا کی مرضی انسان کی مرضی کی صورت اختیار کر کے اپنا کام کرنے لگ جاتی ہے۔ پھر جو کچھ انسان کہتا ہے اسے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش کے حالات کی بنا پر اپنی ضرورت کی وجہ سے اور اپنا ہی ایک فیصلہ کرنے کے بعد خود کہہ رہا ہے لیکن درحقیقت اس کی ضرورت خدا کی ضرورت ہوتی ہے، اس کا فیصلہ خدا کا فیصلہ ہوتا ہے اور اس کا کہنا خدا ہی کا کہنا ہوتا ہے۔

گفتنِ او گفتنِ اللہ بود
گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود

پہلے صورتِ حال یہ تھی کہ جو کچھ خدا چاہتا ہے بندۂ مومن کوشش کر کے وہی چاہتا تھا اب خودی کے بلند ترین مقام پر صورتِ حال یہ ہو جاتی ہے کہ جو کچھ بندۂ مومن چاہتا ہے وہی خدا بھی چاہنے لگ جاتا ہے یعنی جو مرضی اس کی ہوتی ہے وہ خدا کی مرضی بھی ہو جاتی ہے۔

چوں فنا اندر رضائے حق شود
بندۂ مومن قضائے حق شود

پہلے اس کی مرضی خدا کی مرضی میں گم تھی، اب خدا کی مرضی اس کی مرضی میں گم ہو جاتی ہے۔ اولیاء اللہ کی کرامات اور دعاؤں کی قبولیت کا باعث یہی حقیقت ہے۔ یہ بات اس قدر عجیب ہے کہ جو لوگ خودی کے اس مقام کی خصوصیات سے بے خبر ہیں، شاید اس پر یقین نہ کر سکیں۔

در رضایش مرضئ حق گم شود
ایں سخن کے باورِ مردم بود

اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن کے لیے زیبا نہیں کہ خدا کی تقدیر کا گلہ کرے۔ وہ خود خدا کی تقدیر بن سکتا ہے اور اسے خدا کی تقدیر بننا چاہیے۔

عبث ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں
تو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے

مومن کو چاہیے کہ خدا کی عبادت اور اطاعت سے خودی کو ایسے بلند مقام پر پہنچائے کہ خدا خود

© rasailojaraid.co

چاہیے کہ میرا بندۂ مومن جو چاہتا ہے میں وہی کر دوں۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے!

اگر بندۂ مومن یہ کہے کہ یہ دنیا مجھے پسند نہیں، میں ایک نئی دنیا بنانا چاہتا ہوں جو تیری مرضی کے مطابق ہو تو خدا اسے کہے کہ ہاں ایسا ہی کرلو، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اقبال نے اس حقیقت کو ایک شعر میں بیان کیا ہے جو خدا اور بندۂ مومن کے درمیان ایک مکالمہ کی صورت میں ہے۔ خدا نے بندۂ مومن سے پوچھا کہ ہماری یہ دنیا تمہیں سازگار ہے؟ تو بندۂ مومن نے جواب دیا کہ سازگار نہیں، کیونکہ آپ کی اور میری مرضی کے خلاف ہے۔ خدا نے کہا اچھا اسے توڑ پھوڑ کر نئی دنیا بنا دو۔ ہم تمہارے ساتھ تعاون کریں گے اور جیسی دنیا تم چاہتے ہو ویسی ہی بنا دیں گے۔

گفتند جہانِ ما آیا بتو مے سازد
گفتم کہ نمے سازد، گفتند کہ برہم زن!

خدا کی محبت کے بلند ترین مقام پر پہنچ کر عاشق کو خود نظر آجاتا ہے کہ وہ خدا کی مرضی کا آلہ کار بن گیا ہے اور اب تقدیر کے مقاصد اس کے خیال، قول اور فعل کی وساطت سے پورے ہوں گے۔ اس کے چشمِ سرمہ سا کی محبت (یعنی خدا کا عشق) کیا چیز ہے؟ بس کچھ نہ پوچھیے، تقدیر کی گہرائیوں کو (یعنی تقدیر کے گہرے اور مخفی مقاصد کو) اپنے ہاتھ میں لے لینے سے کم نہیں۔

نہ پوچھ اے ہم نشین مجھ سے وہ چشمِ سرمہ سا کیا ہے! نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اس میں

جو شخص خدا کی مخلصانہ عبادت اور اطاعت کے ذریعہ سے خدا کے عشق کو درجۂ کمال پر پہنچاتا ہے اور خدا کے جمال کا سچا عاشق بن جاتا ہے، وہ تمام موجودات کا سردار یا حکمران بن جاتا ہے، کیونکہ خدا جو کائنات کا اصل حکمران ہے، وہی کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

ہر کہ عاشق شد جمالِ ذات را اُوست سید جملہ موجودات را

خدا کی تیغ بے نیام

خدا کی محبت کے بلند ترین مقام پر پہنچنا اپنے نفس کے ساتھ جنگ کرنے کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔

© rasailojaraid.com

انسان کا دل جنگاہِ حق و باطل ہے جس میں اگر حق فتح یاب ہو جائے اور انسان حق پرست بن کر خدا کے عشق کو کمال پر پہنچائے اور خودی میں ڈوب جائے تو اس کا نتیجہ نہایت قیمتی ہوتا ہے۔ انسان کا خودی میں ڈوبنا یا خدا کی محبت میں جذب ہونا گویا تقدیر کی گہرائیوں میں ڈوبنا ہے۔ جب مومن اس ڈوبنے کے بعد ابھرتا ہے تو تیغِ بے نیام ہو کر باہر آتا ہے اور پھر جس طرح اس نے اپنے دل کی جنگاہِ حق و باطل میں باطل کا استیصال کر کے حق کو فتح یاب کیا تھا اور خدا کی مخلصانہ محبت کا نقش اپنے دل پر ثبت کیا تھا اُسی طرح سے وہ خارجی دنیا کی رزمگاہِ حق و باطل میں باطل کا استیصال کر کے حق کو فتح یاب کرتا ہے اور خدا کی مخلصانہ محبت کا نقش دنیا پر ثبت کرتا ہے۔ اس طرح سے اس کے وجود کی تیغِ بے نیام خدا کی تقدیر کے مقاصد کو پورا کرتی ہے۔

نقشِ حق اول بجاں انداختن
باز او اندر جہاں انداختن

ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس کیفیت کو اپنے آپ پر وارد کر کے دیکھے کہ آیا وہ باطل کے خلاف نبرد آزما ہونے کے لیے دلیر اور نڈر ہوتا ہے یا نہیں اور ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے تقدیر کے مقاصد کو پورا کرتا ہے یا نہیں۔

ذرا تقدیر کی گہرائیوں میں ڈوب جا تو بھی
کہ اس جنگاہ سے میں بن کے تیغِ بے نیام آیا!

لوح و قلم

جب مومن اپنی خودی کے مقام پر پہنچ کر خدا کا قولِ کُن یا خدا کی تقدیر بن جاتا ہے تو اس کا مطلب دوسرے الفاظ میں سوائے اس کے اور کیا ہوتا ہے کہ لوح و قلم اس کے ہاتھ میں دے دیئے جاتے ہیں اور وہ خدا کی تقدیریں خود لکھتا ہے بلکہ اس مقام پر وہ خود لوحِ محفوظ (الکتاب) بن جاتا ہے اور زمان و مکان کی حدود کو پھاند جاتا ہے۔ پھر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کائنات (گنبدِ آبگینہ رنگ) میں گم ہے بلکہ کائنات اس کی خودی میں گم ہوتی ہے۔ اس لیے کہ پھر وہ اس کی خودی کے بحرِ بیکراں میں ایک حباب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی یہ مومن کی بالقوہ صلاحیتیں ہیں جنہیں وہ چاہے تو آشکار کر سکتا ہے۔

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

لوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے وجود میں حباب

تاہم یہ اُسی صورت میں ممکن ہے کہ مومن اپنے مقام کو سمجھے اور اپنی قدر کو جانے لیکن وہ ابھی تک اپنے مقام سے ناآشنا ہے اور اپنی قدر نہیں جانتا۔ کاش کہ مومن یہ سمجھے کہ اپنی ان مخفی صلاحیتوں کی وجہ سے وہی اس لشکرِ رنگ و بُو کا جسے کائنات کہتے ہیں، سالار ہے۔ خدا نے اپنے نوری اور حضوری فرشتوں کو بھی اس کی خدمت کے لیے پیدا کیا ہے اور وہی کارزارِ حق و باطل کا میدان مارنے والا ہے۔

تُو مردِ میداں، تو میرِ لشکر
نُوری حضوری تیرے سپاہی
کچھ قدر اپنی تُو نے نہ جانی
یہ کم سوادی، یہ کم نگاہی!!

مومن جب اپنی خودی کے مقامِ کمال پر پہنچ کر خدا کی محبت کا نقش اپنے دل پر ثبت کر لیتا ہے تو پھر کائنات اس کا شکار بن جاتی ہے، یعنی وہ کائنات کی قوتوں کو مسخر کر کے انہیں اپنے اور اپنے محبوب کے مشترک نصب العین کے لیے کام میں لاتا ہے اور خدا کی تقدیر اس کی تدبیر سے موافقت پیدا کر لیتی ہے۔ کیونکہ وہ پھر خود ہی خدا کی تقدیر ہوتا ہے۔

نقشِ حق داری جہاں نخچیرِ تُست
ہم جہاں تقدیر یا تدبیرِ تُست،

حضرت بُوعلیؒ قلندر کا قصّہ

اس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے کہ مومن خدا کی تقدیر ہوتا ہے، اقبال نے حضرت بوعلی قلندرؒ کا ایک قصّہ بیان کیا ہے کہ آپ کا ایک مرید بازار میں گیا۔ شہر کے عامل کی سواری آ رہی تھی۔ درویش حالتِ استغراق میں تھا، راستے سے ہٹ نہ سکا۔ پیشرو نے آواز دی کہ اے احمق، عامل کے جلوداروں کا راستہ نہ روک! لیکن مرید پھر بھی اپنے خیالات کی دنیا میں کھویا ہوا اسی طرح چلتا رہا۔ چوبدار نے بدتمیزی سے درویش کے سر پر ایک ڈنڈا مارا۔ درویش بڑا آزردہ ہو کر راستے سے ہٹ گیا اور بوعلی قلندرؒ کے

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

حضور پہنچ کر فریاد کی۔ آنسو آنکھوں سے رواں تھے۔ شیخ سخت ناراض ہوئے۔ اپنے کاتب کو بلاکر بادشاہ کو خط لکھوایا کہ تیرے عامل نے میرے مرید کو مارا ہے۔ اس کمینے عامل کو واپس بلالے ورنہ میں تیرا ملک کسی اور کو دے دوں گا۔ شیخ کے اس خط نے بادشاہ پر لرزہ طاری کر دیا، کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ لہٰذا اس نے فوراً عامل کو قید کر دیا اور حضرت بوعلی قلندر سے اپنی غلطی کی معافی مانگ لی۔

باز گیر ایں عاملِ بد گوہرے
ورنہ بخشم ملکِ تو با دیگرے
نامۂ آں بندۂ حق دستگاہ
لرزہ ہا انداخت در اندام شاہ
بہرِ عامل حلقۂ زنجیر جست
از قلندر عفو ایں تقصیر جست

اختیار کا ظہور

جب مردِ مومن خدا کو آشکار دیکھنے اور اپنی خودی میں انقلاب پیدا کرنے کی وجہ سے خدا کی تقدیر بن جاتا ہے تو پھر اس کے لیے جبر و اختیار کا کوئی مسئلہ باقی نہیں رہتا۔ پھر وہ ہمہ تن اختیار ہی بن جاتا ہے، کیونکہ ظاہر ہے کہ خدا کی تقدیر سے زیادہ اختیار کس کا ہے اور خدا کی تقدیر سے بڑھ کر کون سی چیز ہے جو جبر سے آزاد ہو۔

بندہ تا حق را نہ بیند آشکار
بر نمے آید ز جبر و اختیار

دنیا میں ایک ہی قوت کارفرما ہے اور وہ خدا کے قولِ کُن کی قوت ہے۔ چونکہ یہ قوت ارتقاء کے نچلے مرحلوں سے گزر کر اب انسانی مرحلۂ ارتقاء پر کام کر رہی ہے جہاں مومن ہی خدا کا قولِ کن ہے، اس لیے سوائے مردِ مومن کے دنیا میں کوئی نہیں۔ لہٰذا مردِ مومن کو چاہیے کہ راہِ زندگی میں بلا خوف و خطر قدم رکھے۔

قدم بیباک تر نہ در رہِ زیست
بہ پہنائے جہاں غیر از تو کس نیست

© rasailojaraid.com

مومن کو چاہیے کہ اپنے بے نظیر مقام پر غور کرے اور زندگی کے اس غیر آباد بیابان سے ڈرتا ہوا نہ گزرے کیونکہ یہاں فقط وہی وہ ہے اور اس کے علاوہ دونوں دنیاؤں کی کوئی حقیقت نہیں۔ خدا بھی مومن ہی کے جذبہ حسن کی تشفی کا ذریعہ ہے اور خدا کے فرشتے بھی مومن کے خدمت گزار ہیں۔

با خود اندیش وازیں بادیہ ترساں مگزر
کہ تو ہستی و وجود دو جہاں چیزے نیست

کائنات ایک غیر آباد بیابان اس لیے ہے کہ اس میں فقط ایک مومن ہی بس رہا ہے اور کچھ نہیں۔ خدا حق ہے اور خدا کا قول بھی حق ہے (قَوْلُهُ الْحَقُّ) لہٰذا مردِ مومن بھی، جو خدا کا قولِ کن ہے، حق ہے۔ باقی ہر چیز بے حقیقت ہے۔

اک تُو ہے کہ حق ہے اس جہاں میں!
باقی ہے نمودِ سیمیائی!!

© rasailojaraid.com

نقل اور عقل کی موافقت

اقبال کا یہ خیال کہ مردِ مومن اپنی خودی کے مقامِ کمال پر خدا کی تقدیر بن جاتا ہے، نہ مذہبی طور پر ناقابلِ فہم ہے اور نہ عقلی طور پر، بلکہ نقل اور عقل دونوں کے اعتبار سے درست ہے۔

قرآن کریم میں خدا نے رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا:

اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِیْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِیْ ۔ (البقرہ: ۱۸۶)

اگر میرے بندے میرے متعلق آپ سے سوال کریں تو انہیں کہیے کہ میں قریب ہوں، جب کوئی دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ بھی میری دعوت کو قبول کریں اور مجھ پر کامل ایمان لائیں۔

اور خدا کی دعوت کیا ہے؟ یہی کہ خدا سے ایسی دلی محبت کرو اور خدا کی ایسی مخلصانہ عبادت اور اطاعت کرو جس سے تم زندہ ہو جاؤ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۔

© rasailojaraid.com